بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقاء☆

سیرت کی اہمیت

یہ مضمون ششماہی "السیرہ" العالمی کے پہلے شمارے کے لئے تحریر کیا گیا تھا، تاخیر سے موصول ہونے کی بناء پر شاملِ اشاعت نہ ہو سکا! اب پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

سیرت طیبہ کی اہمیت پر (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) چند سطریں لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں اور میرا ذہن منتقل ہو رہا ہے پرائمری اسکول کے ایک ڈرائنگ ماسٹر کی طرف جو بچوں سے کہتا ہے کہ تمہاری ڈرائنگ کی کاپی میں طوطے کا جو خاکہ بنا ہوا ہے اس میں رنگ بھرو، طوطے کی اس رنگین تصویر کے مطابق جو تمہاری کتاب میں بنی ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ جس بچے کے بھرے ہوئے رنگ اصل کے جتنے مطابق یا مخالف ہوں گے اسی کے تناسب سے وہ فیل یا پاس ہونے یا کم اور زیادہ نمبر پانے کا مستحق ہوگا۔

معلمِ حقیقی جل جلالہ نے بھی اپنی کتاب میں مسلمانوں کے لئے زندگی گزارنے کا ایک مکمل اجمالی اور اصولی خاکہ پیش کر دیا ہے اور ایک نمونہ بنا کر حکم دیا ہے کہ زندگی کے خاکے میں اس نمونے کے مطابق رنگ بھرنا ہے۔ اس نمونے کے مطابق خاکے میں رنگ بھرنے یا نہ بھرنے یا اس میں کمال و نقصان کے اعتبار ہی سے انسان ناکامی یا کامیابی یا اعلیٰ درجے کی کامیابی کا مستحق ہوگا۔

وہ کتاب جس میں معلمِ حقیقی نے زندگی گزارنے کا خاکہ پیش کیا، قرآن کریم ہے جس کے بارے میں ایک جگہ فرمایا گیا!

☆۔مکہ مکرمہ،

يَآ يُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ
لِّمَافِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (۱)

اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور شفا دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت مومنوں کے لئے۔

اور وہ نمونہ جس کے مطابق اس خاکے میں رنگ بھرنا ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲)

بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھی روش ہے۔

پھر جا بجا اس ذات گرامی کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا اور یہاں تک فرمایا گیا کہ !

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (۳)

اور جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا۔

كَانَ خُلقهُ القُرآن (۴)

آپ کے اخلاق قرآن تھے۔

یعنی قرآنِ کریم میں زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسی کی عملی تفصیل تھی۔

کیا فہم و فراست ہے کہ ایک جملے میں پوری سیرتِ طیبہ کا اجمالی خاکہ پیش کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کا جو عملی نمونہ پیش فرمایا اگر وہ سامنے نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل بھی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے!

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ (۵)

نماز قائم کرو،

کے ذریعے نماز کا حکم دیا لیکن اس حکم کی تعمیل کس طرح ہوگی، اس کی تفصیل قرآن کریم میں نہیں۔ یہ تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا۔

صَلّوا کما رأیتمونی اُصَلّی (۶)

اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے!

آتُوا الزَّکٰوۃ (۷)

اور زکوٰۃ ادا کرو،

کا حکم دیا لیکن قرآنِ کریم اس کی تفصیلات سے ساکت ہے اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی طرف رجوع نہ کیا جائے اس حکم پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ (۸)

اور لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے۔

کا حکم دیا لیکن اس کی پوری تفصیل حضور ﷺ کی زندگی ہی میں ملتی ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا!

خُذُوا عَنّی مَنَاسِکَکُم (۹)

اپنے حج کے افعال مجھ سے سیکھو

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زندگی کا جو خاکہ بتایا ہے اس میں رنگ بھرنا تو درکنار حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بغیر یہ معلوم ہونا بھی ممکن نہیں کہ وہ رنگ کیا ہیں جو اس خاکے میں بھرے جائیں گے۔

حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ جن امور پر مشتمل ہے ان میں سے بعض عبادات سے متعلق ہیں اور بعض عادات سے مثلاً نشست و برخاست، طعام و لباس وغیرہ۔ عبادات سے

متعلق امور میں فرائض بھی ہیں اور نوافل بھی۔ یہی نوافل ہیں جو کبھی کبھی یا اکثر یا ہمیشہ کرنے یا نہ کرنے کے تفاوت سے مستحبات یا سنن غیر مؤکدہ و مؤکدہ یا واجبات کہلاتے ہیں اور ان کی اتباع میں بھی درجات کا یہی تفاوت ہے۔ عبادتوں سے متعلق سنتوں کو مستقلاً چھوڑ دینے سے آخرت میں مؤاخذے یا کم از کم حضور ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا اندیشہ ہے۔ البتہ عادات سے متعلق امور کے ترک پر اس طرح کا اندیشہ نہیں۔ لیکن عادی امور میں بھی حضور ﷺ کی اتباع پر اجر و ثواب کا استحقاق ہوتا ہے اور اسی سے ایمان میں حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس طرح کوئی شخص شربت پینا چاہئے تو شکر کو پانی میں گھول کر پی لینے سے مقصد پورا ہو جائے گا لیکن اگر اس میں اوٹا ہوا سوندھا دودھ اور کچھ خوشبوئیں بھی ملا دی جائیں تو اس کی لذت میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سیرت رسول ﷺ کی اتباع کا ہمیں جو نمونہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ عبادات و عادات کے فرق کے بغیر تمام امور میں حضور ﷺ کی اتباع کیا کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ان کے پاس ایک ترک فوجی افسر بیٹھا تھا اور ایک ترجمان بھی۔ حضرت حذیفہؓ کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا زمین پر گر گیا، انہوں نے اٹھا کر تہبند سے صاف کیا اور کھالیا۔ ترجمان نے کہا کہ یہ لوگ اسے سخت معیوب شمار کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ ان احمقوں کی وجہ سے میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قافلے کے ساتھ مکہ مکرمہ جا رہے تھے ایک جگہ انہوں نے اونٹ رکوایا اور ذرا فاصلے پر اس طرح بیٹھے جیسے پیشاب کے لئے بیٹھتے ہیں اور پیشاب کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ تقاضا نہ ہونے کے باوجود میں یہاں اس ھئیت سے اس لئے بیٹھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ پیشاب کے لئے بیٹھا دیکھا تھا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونٹنی کی نکیل پکڑے ایک ویران منہدم مکان کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس بظاہر عبث

فعل کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے ایک بار حضور کو اسی طرح اس مکان کے گرد چکر لگاتے دیکھا ہے۔

غرض یہ کہ صحابۂ کرامؓ عبادات میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہی تھے، عادات بلکہ اتفاقی امور میں بھی حضور ﷺ کی اتباع کو سرمایۂ سعادت اور ذریعۂ نجات سمجھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت خواہ وہ عبادات سے متعلق ہو یا عادات سے ظاہر ہے کہ اسکا اتباع اس وقت تک ممکن نہیں جب تک آپ کی سیرت کا علم نہ ہو۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں کو سیرت رسول سے آشنا کرنے کی ضرورت کا احساس ہمارے مخدوم حافظ سید فضل الرحمٰن صاحب کے دل میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

حافظ صاحب موصوف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر اختیاری نسبتی تعلق تو ہے ہی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کے اختیار کو بھی نسبتی تعلق سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ اسی ہم آہنگی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں "ھادیٔ اعظم" جیسی کتاب اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر گرانقدر مضامین لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اب وہ "السیرۃ" کے عنوان سے ایک مجلّہ جاری کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو مشکور فرمائے اور اس مجلّے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی بیش از بیش وابستگی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حوالہ جات

۱۔ سورۂ یونس آیت ۵۷،

۲۔ سورۂ احزاب، آیت ۲۱،

۳۔ سورۂ نساء، آیت ۸۰،

۴۔ طباعت ابن سعد، ۱۷۵، ج-۱، دار احیاء، التراث العربی، بیروت،

۵۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے مثلاً، سورۂ بقرہ آیت ۴۳، و ۸۳ اور ۱۱۰ وغیرہ،

۶۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ،

۷۔ ملاحظہ کیجئے حوالہ نمبر ۵،

۸۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۹۷،

۹۔ فتح الباری، لابن حجر ص ۲۱۷، ج ۱، دار الفکر بیروت،

ازل سے سنّت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب لوگوں میں برائیوں اور بداعتقادیوں کا زور بڑھ جاتا ہے اور حق سے روگردانی عام ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے، جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بُلاتا اور حق کو باطل سے جدا کرتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنتِ جاریہ ہے کہ ہر دور میں برے لوگ ہر نبیٔ مبعوث اور ہر کتابِ الٰہی سے اختلاف کرنے کو پسند کرتے اور ان سے مقابلہ و مخالفت کرنے میں اپنا زور خرچ کرنے پر آمادہ و برسرِ پیکار رہتے ہیں۔

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(مقالاتِ زواریہ، ص ۴۹۲)